از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 28 جولائی، 2000

پنجاب اسٹیٹ الیکٹرسٹی بورڈ و دیگراں

بنام

رام راکھی

[ایس راجیندر بابو اور شیوراج بنام پاٹل، جسٹس صاحبان]

پنجاب سول سروسز رولز، جلد II، ایڈیشن 1960، قاعدہ 6.16-D (1) وضاحت اور قاعدہ 6.16-(a) (1) B۔

خاندانی پنشن-بیوہ بہن-کا حق-حکم ہوا کہ: R. 6.16-D (1) کی وضاحت میں بیوہ بہن بھی شامل ہے-اس لیے وہ خاندانی پنشن کا دعوی کرنے کی حقدار ہے۔

خاندانی پنشن-بیوہ بہن-اہلیت کی شرائط کا حق: بیوہ بہن کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ کسی دوسرے شخص کے سلسلے میں کوئی نامزدگی نہیں ہے اور وہ خاندانی پنشن کا دعوی کرنے کے لیے متوفی ملازم پر منحصر ہے۔ پنجاب سول سروس رولز، جلد دوم، 1960 ایڈیشن، قاعدہ 6.16-D(1) وضاحت۔

الفاظ اور جملے:

"خاندانی"-کا مطلب پنجاب سول سروسز رولز کے قاعدے 6.16-D(1) کی وضاحت کے تناظر میں، جلد 1960، II ایڈیشن

مدعاعلیہ ایک D کی بیوہ بہن تھی، جو اس کی موت کے وقت اپیل کنندہ کے ادارے میں کام کر رہی تھی۔ مدعاعلیہ نے ایک مقدمہ دائر کیا جس میں اپیل کنندہ کو خاندانی پنشن ادا کرنے کے لیے لازمی حکم امتناع کی درخواست کی گئی۔ ٹرائل عدالت نے مقدمہ خارج کر دیا اور دوسری اپیل میں عدالت عالیہ نے فیصلہ دیا کہ بیوہ بہن متوفی کے خاندان کی رکن ہے اور اس لیے فیملی پنشن کی حقدار ہے۔ اس لیے یہ اپیل۔

جزوی طور پر اپیل کی اجازت دیتے ہوئے، یہ عدالت حکم دیتی ہے۔

حکم ہوا کہ: 1. پنجاب سول سروسز رولز، جلد 1960 ،II ایڈیشن کے قاعدے 6.16-(1) D کی وضاحت ایک خاندان کی وضاحت کرتی ہے جس میں ایک بیوہ بہن بھی شامل ہے۔ لہذا، ایک بیوہ بہن متوفی ملازم کے خاندان کا رکن بن جاتی ہے جو قواعد کے تحت خاندانی پنشن کا دعوی کر سکتی ہے۔ [3-E]

جسودھن دیوی بنام ریاست پنجاب، (1989) 6 ایس ایل آر 664، حوالہ دیا گیا۔

2. تاہم، خاندانی پنشن کا دعوی کرنے کے حقدار بننے کے لیے، باب VI میں بیان کردہ شرائط، ذیلی عنوان: 'فیملی پنشن کو پورا کرنا ہوگا۔ بیوہ بہن کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ کسی دوسرے شخص کے سلسلے میں کوئی نامزدگی نہیں تھی اور یہ کہ وہ فوت شدہ ملازم کی موت کے وقت اس پر منحصر تھی۔ اس سوال کا تعین کرنے کے لیے کہ آیا مدعاعلیہ متوفی ملازم پر منحصر تھا، معاملہ ٹرائل عدالت کو بھیج دیا جاتا ہے۔ [3 G, 4 D]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 4278، سال 2000۔

آر ایس اے نمبر 937، سال 1997 میں پنجاب اور ہریانہ عدالت عالیہ کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل گزاروں کے لیے ہریندر موہن سنگھ، اے پی چھابرا اور ایم ایس بکشی۔

جواب دہندہ کے لیے ایس کے بگا، سیراج بگا اور محترمہ سریشتا بگا۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

راجیندر بابو، جسٹس۔ اجازت دی گئی۔

مدعا علیہ نے ایک مقدمہ دائر کیا جس میں اپیل گزاروں کو خاندانی پنشن، جی پی ایف، ڈیتھ کم ریٹائرمنٹ گریچوئٹی، ایکس گریشیا گرانٹ اور چھٹی کی نقدی وغیرہ کی منظوری اور ادائیگی کے لیے لازمی حکم امتناعی کی درخواست کی گئی تھی۔ اس کا معاملہ یہ ہے کہ وہ شری دلیپ چند کی بیوہ بہن ہے، جو اپیل کنندہ کی موت کے وقت اسٹیبلشمنٹ میں لائن مین کے طور پر کام کر رہے تھے۔ اپیل گزار نے اس مقدمے کی مخالفت کی، اور یہ دعوی کیا گیا کہ متوفی دلیپ چند نے کسی شخص کو خاندانی پنشن یا جی پی ایف کی ادائیگی کے لیے نامزد نہیں کیا تھا اور نہ ہی اس کے خاندان کا کوئی فرد خاندانی پنشن کی ادائیگی کے لیے دلیپ چند پر منحصر تھا۔ ٹرائل عدالت نے مدعا علیہ کے مختلف دعووں کے سلسلے میں مقدمے کو مسترد کر دیا۔ یہ معاملہ اپیل میں ناکام رہا۔ عدالت عالیہ میں دوسری اپیل میں یہ محسوس کیا گیا کہ یہ معاملہ جسودھان دیوی بنام ریاست پنجاب و دیگر اور (1989)6 ایس ایل آر 664 کے فیصلے میں شامل ہے اور اس لیے کسی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ بیوہ بہن کو خاندانی پنشن کے حقدار خاندان کے رکن کے طور پر تسلیم کیا جاتا ہے۔

اس عدالت سامنے پیش کی گئی دلیل ہے کہ مدعاعلیہ 1964 میں نافذ ہونے والے پنشن کے نئے قوانین کے مطابق خاندان کا رکن نہیں ہے جس کے تحت صرف متوفی ملازم کے شریک حیات اور بچے ہی خاندان کے رکن ہوں گے۔اس کے علاوہ، یہ دعوی کیا جاتاہے کہ اگرچہ مدعاعلیہ پرانے قوانین کے تحت خاندان کا رکن ہے، جس میں ایک غیر شادی شدہ بیوہ بہن کو خاندان کی تعریف میں شامل کیا گیاہے، پھر بھی اسے قواعد کی دیگر متعلقہ کے شرائط تحت پیدا ہونے والی دیگر شرائط کو پورا کرناپڑتاہے اور وہ شرائط پوری نہ ہونے کی وجہ سے درج ذیل عدالت عالیان خاندانی پنشن کی منظوری کے لیے ڈگری پاس کرنا جائز نہیں تھیں۔مدعاعلیہ کے فاضل وکیل نے پیش کیاکہ نیچے دی قابل عدالت عالیان کا نظریہ بالکل جائز ہےاور کسی مداخلت کامطالبہ نہیں کیاجاتاہے۔

اگرچہ مدعاعلیہ کی طرف سے تین دعوے کیے گئے تھے، لیکن اپیل کنندہ کے وکیل نے اپنامقدمہ صرف معاملے کے ایک پہلوتک محدود رکھایعنی خاندانی پنشن کی منظوری اور دیگر دوپہلوؤں کے حوالے سے درج ذیل عدالت عالیان کی طرف سے منظور قابل ڈگری کو چیلنج نہیں کیاجیساکہ پنجاب اور ہریانہ کی عدالت عالیہ نے تصدیق کی تھی۔لہذا، ہم اپنی توجہ صرف مدعاعلیہ کو خاندانی پنشن دینے کے سوال پر دیں گے۔

یہ حقیقت کہ مدعاعلیہ اپیل گزار کے متوفی ملازم کی بیوہ بہن ہے، تنازعہ میں نہیں ہے۔یہ بھی متنازعہ نہیں ہے کہ انہوں نے پنشن اسکیم 1964 کے تحت حکومت کرنے کے اپنے اختیار کا استعمال نہیں کیااور اس لیے صرف شریک حیات، بیٹوں اور غیر شادی شدہ بیٹیوں تک محدود 'خاندان' کے بیان محاورہ کو دی گئی محدود تعریف کا کوئی اطلاق نہیں ہے۔دوسری طرف، پنجاب سول سروسز رولز جلد IIایڈیشن 1960 میں متعلقہ قوانین لاگو ہوں گے جس میں قاعدہ D-6.16(1) میں اس بات کی وضاحت کے لیے ایک وضاحت شامل کی گئی ہے کہ خاندان کیاہےاور یہ تعریف قاعدہ B-6.16 (1) (a)

میں دی گئی تعریف کو اپناتی ہے سوائے کچھ افراد کے اور اس اصول میں واضح طور پر ایک بیوہ بہن شامل ہے۔ لہذا، متوفی ملازم کی طرف سے نئے قواعد کو اپنانے کے لیے کسی آپشن کی عدم موجودگی میں، پرانے قواعد اسے جسودھن دیوی بنام ریاست پنجاب (اوپر) کے فیصلے کے بعد عدالت عالیہ کے ذریعے درست قرار دیتے ہیں، ایک بیوہ بہن خاندان کی رکن بن جاتی ہے جو ان قواعد کے تحت پنشن کا دعوی کر سکتی ہے۔ جہاں تک معاملے کے اس پہلو کا تعلق ہے، نیچے دی گئی عدالت عالیان کا نظریہ بالکل جائز ہے اور کسی مداخلت کا مطالبہ نہیں کرتا ہے۔

تاہم، معاملہ اس بات پر منحصر نہیں ہے جو ہم نے ابھی تک کہا ہے۔ خاندانی پنشن کا دعوی کرنے کے حقدار بننے کے لیے، باب VI، ذیلی عنوان D میں بیان کردہ شرائط: 'فیملی پنشن کو پورا کرنا ہوگا۔ قاعدہ D-6.16 کی شق (a) میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی پنشن اس بات کا ثبوت پیش کیے بغیر قابل ادائیگی نہیں ہے کہ ایسا شخص ذیلی قاعدہ (4) (b) کے تحت آنے والوں کی مدد کے لیے متوفی افسر پر منحصر تھا۔ ذیلی قاعدہ (4) خاندان کے ارکان کے دو زمروں پر لاگو ہوتا ہے۔ پہلا زمرہ میاں بیوی اور بچوں پر مشتمل ہے۔ شق (b) کے تحت آنے والا دوسرا زمرہ متوفی کے دیگر تمام رشتہ دار جیسے والدین اور بہن بھائی ہیں۔ جہاں تک شریک حیات اور بچوں کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کا تعلق ہے، اس بات کی شرط ہے کہ وہ مدد کے لیے متوفی ملازم پر منحصر ہیں، پنشن کا دعوی کرنے کے لیے معقول ثبوت پیش کر کے اسے قائم کرنا ہوگا۔ مزید برآں پنشن کی گرانٹ کی اسکیم سابقہ زمرے میں مذکور رشتہ دار کو خارج کرنے کے ذریعے ہے جس کا حوالہ مؤخر الذکر زمرے میں دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے یہ ثابت کرنا ہے کہ ان میں سے کسی ایک کے سلسلے میں کوئی نامزدگی نہیں تھی اور یہ کہ ایسا شخص موت کے وقت متوفی ملازم کا منحصر تھا۔ اس طرح کے ثبوت کی عدم موجودگی میں خاندانی پنشن نہیں دی جاسکتی۔ درحقیقت،

موجودہ معاملے کی طرح، آیا ایک بیوہ بہن کے پاس آمدنی کا اپنا ذریعہ ہے یا وہ متوفی پر منحصر نہیں تھی، یہ مناسب ثبوت پیش کر کے قائم کیا جانا چاہیے۔تاہم، کسی بھی عدالت عالیان نے معاملے کے اس پہلو پر اپنی توجہ نہیں دی ہے، حالانکہ اپیل گزاروں کی طرف سے اٹھائے گئے دفاع پر توجہ دی گئی ہے۔اس طرح ہمارے پاس ٹرائل کورٹ کی طرف سے منظور کردہ ڈگری کو مسترد کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے جیسا کہ پہلی اپیلٹ عدالت اور دوسری اپیل میں عدالت عالیہ نے تصدیق کی ہے جس حد تک اوپر اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ خاندانی پنشن کی ادائیگی کی ہدایت سے متعلق ہے۔

اس طرح اس اپیل کی اجازت اس حد تک دی جاتی ہے جہاں تک ڈگری کو الگ کرنے کا تعلق خاندانی پنشن دینے کی ہدایت سے ہے اور دیگر معاملات میں غیر متزلزل رہتا ہے اور یہ معاملہ مقدمے کی سماعت کرنے والی عدالت کو اس سوال پر نئے سرے سے غور کرنے کے لیے بھیجا جاتا ہے کہ آیا مدعا علیہ متوفی ملازم پر منحصر ہے تاکہ پنشن کا دعوی ان اصولوں کے مطابق کیا جا سکے جن پر ہم نے اشارہ کیا ہے۔ جزوی طور پر اپیل کی اجازت ہے۔ کوئی لاگت نہیں۔

وی ایس ایس۔

جزوی طور پر اپیل کی اجازت ہے۔

Sheikh Javiad Alam
I am the author of this document

15.07.24